تحقیق وتنقید

ڈاکٹر ابو جابر عبد اللہ دامانوی

کیا یزید بن معاویہؓ فوجِ مغفور لہم کا سپہ سالار تھا؟

سانحۂ کربلا اسلامی تاریخ کا اِنتہائی المناک باب ہے، اس سانحہ کے بعد یزید بن معاویہ کو لگاتار برا بھلا کہا جاتا رہا ہے۔ البتہ یزید کے جنتی ربخشے ہوئے ہونے کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی اُس بشارت کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس میں شہر قیصر کی طرف سب سے پہلے حملہ آور لشکر کو مغفور لہم ہونے کی خوش خبری دی گئی ہے۔ ائمہؒ اسلاف میں سے امام ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر، علامہ قسطلانی اور حافظ ابن کثیر رحمہم اللہ وغیرہ نے یزید بن معاویہ کو اس پہلے لشکر کا سالار قرار دیا ہے جس نے تاریخ اسلامی میں سب سے پہلے شہر قیصر (قسطنطنیہ) پر حملہ کیا تھا۔ زیر نظر مضمون میں ان ائمہؒ اسلاف کے موقف کے برعکس بعض احادیث اور تاریخی واقعات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یزید بن معاویہؓ کے زیر قیادت قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والا یہ لشکر پہلا نہیں، بلکہ آخری رچھٹا تھا اور اس سے قبل سیدنا معاویہؓ بن ابوسفیان، عبدالرحمٰن بن خالدؓ بن ولید اور سفیان بن عوف کی زیر قیادت قسطنطنیہ پر حملے ہوچکے تھے؛ اس بنا پر یزید بن معاویہ نبی کریم ﷺ کی اس بشارت کا مستحق نہیں ٹھہرتا۔ ایک اہم نکتے پر تاریخی بحث ہونے کے ناطے اسے 'محدث' میں اس بنا پر شائع کیا جارہا ہے کہ یہ اس نکتہ پر جامع ومبسوط بحث ہے۔ البتہ اس سے دلائل کی بنا پر اتفاق واختلاف کی گنجائش بلاشبہ باقی ہے جس کے لئے 'محدث' کے صفحات حاضر ہیں۔ یہاں یہ بنیادی سوال بھی باقی ہے کہ حدیثِ نبویؐ میں وارد 'مدینہ قیصر' کا مصداق کیا لازماً قسطنطنیہ ہی ہے جبکہ اس دورِ میں قیصر کا پایۂ تخت حمص تھا۔ اس موضوع پر 'محدث' میں ۱۰ برس قبل دو مضامین بھی شائع ہوچکے ہیں جن میں اپریل ۱۹۹۹ء میں مولانا عبدالرحمٰن عزیز کا مضمون 'سانحۂ کربلا اور غزوۂ قسطنطنیہ کی اِمارت کا مسئلہ' اور اس کے تعاقب میں مولانا ارشاد الحق اثری حفظہم اللہ کا مضمون 'سانحہ کربلا میں اِفراط وتفریط: بعض تسامحات' شمارہ اگست ۱۹۹۹ء کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ (ح م)

جہادِ قسطنطنیہ کے پہلے سپہ سالار کون تھے؟

صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کی دو بشارتوں کا ذکر ہے جو آپؐ نے دو جہادی لشکروں کے متعلق بیان فرمائی ہیں جن میں سے ایک سمندر میں جہاد کرنے والوں کے متعلق ہے اور دوسری بشارت قسطنطنیہ پر سب سے پہلا حملہ کرنے والوں کے متعلق ہے۔ چنانچہ پہلے اس حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

www.KitaboSunnat.com

«أوّل جيش من أمتي يغزون مدينةَ قيصر مغفور لهم»

[صحیح بخاری، کتاب الجہاد باب ۹۳، ما قیل فی قتال الروم، ح:۲۹۲۴]

''میری اُمت کا وہ پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا، اس کے لیے پروانۂ مغفرت ہے۔''

منکرینِ حدیث میں سے محمود احمد عباسی اور اس کے ہم نوا ناصبی حضرات نے اس حدیث کا مصداق یزید بن معاویہ کو قرار دیا ہے۔اور اس حدیث کو یزید کے پاکباز ہونے کے بارے میں قوی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، جبکہ یزید بن معاویہؒ کے دورِ خلافت میں تین عظیم واقعات رونما ہوئے اور یہ ایسے واقعات ہیں کہ جس نے یزید کی سیرت و کردار کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے:

① سیّدنا حسینؓ بن علیؓ اور ان کے ساتھیوں و اہل بیت کا قتل عام

② واقعہ حرہ جس میں مدینہ پر چڑھائی کی گئی اور مدینہ کو تاخت و تاراج کیا گیا اور مدینۃ الرسول ﷺ کی حرمت کو پامال کیا گیا۔

③ خانہ کعبہ پر حملہ کیا گیا جس سے خانہ کعبہ کی بنیادیں ہل گئیں اور اُسے آگ لگ گئی۔

ناصبی حضرات نے یزید بن معاویہ کو اِن تینوں واقعات سے بری الذمہ قرار دینے کے لیے ان کے جنتی ہونے کا عقیدہ پاک و ہند میں پھیلایا اور اس بات کو 'ایک نئی تحقیق' کا نام دیتے ہوئے تحقیقی انداز میں پیش کیا گیا، جس کی وجہ سے بہت سے محققین بھی اس سے متاثر ہوئے اور اُنہوں نے بھی اسے ایک انمول تحقیق سمجھ کر اس کی خوب تشہیر کی۔

اہل حدیث جماعت جن میں محققین کی کافی تعداد موجود ہے لیکن ان میں سے بعض لوگ بھی تحقیق کے نام سے گمراہ ہوئے اور اُنہوں نے بھی اس نئی تحقیق کی تائید کی جس سے یہ غلط نظریہ لوگوں میں عام ہوگیا کہ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کرنے کی بنا پر یزید بن معاویہ جنتی ہے۔ جبکہ یزید بن معاویہؒ کے دور میں سیدنا حسینؓ اور آپ کے اصحاب کے قتل کے علاوہ مدینہ منورہ کو جس طرح تاخت و تاراج کیا گیا اور اہل مدینہ کا جس طرح خون بہا کر مدینۃ الرسول ﷺ کی حرمت کو پامال کیا گیا، اس کی مثال پوری اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی اور نہ ہی اس طرح کا کوئی واقعہ اہل مدینہ کے ساتھ کبھی پیش آیا۔ بلکہ اہل مدینہ کو خوف زدہ کرنے اور ڈرانے والوں کے متعلق احادیث میں جس قدر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ان سے حدیث کا ہر طالبِ علم بخوبی

www.KitaboSunnat.com

واقف ہے۔ کجا یہ کہ جس نے اُن کا قتل عام کیا، اس کی سزا تو بہت ہی سخت ہے۔ لہٰذا مکہ، مدینہ اور کربلا کے مقتولین کا خون یزید کے سر ہے جس کا حساب اور باز پرس اس سے ہونی ہے۔ یزید بن معاویہؒ کو بغیر کسی دلیل کے جنتی قرار دینے والے ان حقائق کو بھی نگاہ میں رکھیں تاکہ اصل حقیقت تک رسائی پانے میں اُنہیں آسانی ہو۔

اب ہم اس یزید کے مغفور لھم میں سے ہونے کے دعویٰ کی طرف آتے ہیں۔ ماضی کے بعض مؤرخین نے بھی 'اوّل جیش' کا ذکر کرتے ہوئے اس کا مصداق یزید بن معاویہ کو قرار دیا لیکن اس کی کوئی دلیل اُنہوں نے بیان نہیں کی حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ''ہر شخص کی بات دلیل کے ساتھ قبول اور دلیل کی بنا پر ہی ردّ کی جاسکتی ہے۔'' لہٰذا اس سلسلہ میں ضرورت محسوس کی گئی کہ اس بات کی تحقیق کی جائے اور جہاں لوگوں کو اس سلسلہ میں غلطی لگی ہے، اسے بھی واضح کردیا جائے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی غلطی جس عبارت سے بعض محققین کو بھی لگی ہے، وہ صحیح بخاری کے یہ الفاظ ہیں:

قال محمود بن الربیع: فحدثتها قومًا فیهم أبو أیوب صاحب رسول الله ﷺ في غزوته التي تُوفّي فیها ویزید بن معاویة علیهم بأرض الروم......

[صحیح بخاری: کتاب التهجد، باب ٣٦، صلاة النوافل جماعة، ح:١١٨٦]

''سیدنا محمود بن الربیعؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (نفل کی جماعت کی) یہ حدیث ایک ایسی قوم کے سامنے بیان کی کہ جن میں رسول ﷺ کے صحابی اور میزبانِ رسول اللہؐ سیدنا ابوایوب انصاریؓ بھی تھے اور اُنہوں نے اسی غزوہ میں وفات پائی اور یزید بن معاویہ اس لشکر پر سالار تھے۔''

اس روایت سے معلوم ہوا کہ غزوۂ روم جس کے سپہ سالار یزید بن معاویہؒ تھے، اسی غزوہ میں ابوایوب انصاریؓ بھی موجود تھے اور جنہوں نے اسی غزوہ کے دوران وفات بھی پائی۔

یہاں یہ واضح رہنا چاہئیکہ ابوایوب انصاریؓ جہادِ قسطنطنیہ میں شروع سے آخر تک شامل تھے اور معاویہ کے دورِ خلافت میں قسطنطنیہ پر یہ آخری غزوہ تھا کہ جس میں سیدنا ابوایوب انصاریؓ وفات تک شریک رہے اور اس فوج کے سپہ سالار یزید بن معاویہؒ تھے اور قسطنطنیہ پر حملوں کا آغاز حضرت معاویہؓ نے ہی کیا تھا جیسا کہ آگے تفصیل سے بیان ہوگا۔

اس مضمون کا مطالعہ کرنے والے حضرات سے درخواست ہے کہ وہ تنقیدی نظر سے اس

www.KitaboSunnat.com

مضمون کا جائزہ لیں اور اس مضمون کے سلسلے میں جو مثبت یا منفی دلائل ان کے پاس موجود ہوں اُن سے راقم الحروف کو ضرور بہ ضرور آگاہ کریں۔ لیکن واضح رہے کہ وہ جو کچھ نقل کریں، وہ کسی شخص کی محض رائے نہ ہو یا تاریخ کی کوئی بے سند روایت نہ ہو بلکہ وہ جو کچھ بھی نقل کریں وہ تحقیقی مواد ہونا چاہئے اور جو روایت بھی وہ نقل کریں وہ باسند اور صحیح ہو۔ جو محدثین کے اُصول کے مطابق صحیح یا حسن درجہ کو پہنچی ہوئی ہو کیونکہ بے سند روایت کا وجود اور عدم برابر ہے اور وہ شریعت میں کسی دلیل کی حیثیت نہیں رکھتی۔ اگر کوئی اہل علم اس سلسلہ میں ان اُصولوں کو مدنظر رکھ کر میری راہنمائی کریں تو اس کی کوشش اور جدوجہد کو ان شاء اللہ تعالیٰ قدر و قیمت اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اور یہی قرآنِ مجید کا پیش کردہ اُصول ہے:

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ [البقرۃ:۱۱۱]

سب سے پہلا سمندری لشکر

صحیح بخاری کی ایک روایت میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

''سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ اُمّ حرام بنتِ ملحانؓ کے گھر تشریف لے گئے (جو سیدنا انسؓ کی خالہ تھیں) اور ان کے ہاں تکیہ لگا کر سو گئے، پھر ہنستے ہوئے جاگے۔ اُمّ حرامؓ نے پوچھا ''اے اللہ کے رسولؐ! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میری اُمت کے کچھ لوگ سبز سمندر میں جہاد فی سبیل اللہ کے لیے سوار بالکل اسی طرح ہیں جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھے ہیں۔ اُمّ حرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! دُعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل کردے، آپؐ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے اُن لوگوں میں شامل فرما دے اور آپؐ دوبارہ سو گئے اور پھر ہنستے ہوئے جاگے۔ اُمّ حرامؓ نے پہلے کی طرح پوچھا کہ آپ کیوں ہنس رہے ہیں۔ آپؐ نے پہلے کی طرح جواب دیا: کہ مجھے میری امت کے کچھ لوگ جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔ اُمّ حرامؓ نے عرض کیا کہ آپؐ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں شامل کردے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ تو پہلے لشکر میں شامل ہے اور بعد والوں میں شامل نہیں ہے۔

سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ اُمّ حرامؓ نے سیدنا عبادہ بن صامتؓ کے ساتھ نکاح کیا پس وہ سیدنا معاویہؓ بن ابوسفیانؓ کے زمانے میں (جبکہ وہ سیدنا عثمانؓ کے دورِ خلافت میں شام کے

www.KitaboSunnat.com

گورنر تھے۔ اپنے خاوند سیدنا عبادۃ بن الصامتؓ کے ساتھ) اور فاختہ بنتِ قرظہ کے ساتھ (جو سیدنا معاویہ کی بیوی تھیں) سمندر میں سوار ہوئیں اور جب وہ اس جہاد سے واپس آ رہی تھی تو جانور پر سوار ہوئیں تو جانور نے ان کو گرا دیا (اور ان کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی) اور وہ وفات پا کر شہادت کے مقام پر فائز ہوگئیں۔''

[صحيح البخاري: كتاب الجهاد: باب١) الدعاء بالجهاد للرجال والنساء، باب٢) فضل من يصرع في سبيل الله فمات فهو منهم، باب٣) غزوة المراة في البحر، باب٤) ركوب البر؛ وكتاب التعبير، باب٥) رؤيا النهار وكتاب الاستيذان، باب٦) من زار قومًا وصحيح مسلم: كتاب الإمارة: باب فضل الغزو في البحر وسنن أبو داود: كتاب الجهاد، وسنن الترمذي وغيره]

◉ صحیح بخاری کی دوسری روایت میں سیدنا عمیر بن اسود عنسیؒ بیان کرتے ہیں کہ

''وہ سیدنا عبادہ بن صامتؓ کے پاس اس وقت گئے جب وہ حمص کی بندرگاہ میں ایک مکان میں اُترے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ اُن کی بیوی اُمّ حرامؓ تھیں۔ عمیرؒ نے کہا کہ ہم سے اُمّ حرامؓ نے حدیث بیان کی کہ اُنہوں نے نبی ﷺ سے سنا، آپؐ فرماتے تھے: «أوّل جيش من اُمتي يغزون البحر قد أوجبوا»

''میری اُمت کا وہ پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا، ان کے لیے (جنت) واجب ہوگئی۔'' اُمّ حرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میں بھی اس لشکر میں شریک ہوں گی۔ آپؐ نے فرمایا: تو اس میں ہوگی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: «أوّل جيش من اُمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم» ''میری اُمت کا وہ پہلا لشکر کہ جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ کرے گا، اس کے لیے پروانۂ مغفرت ہے۔''

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میں بھی اس میں شامل ہوں گی۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔'' [صحیح بخاری، کتاب الجہاد: باب ما قیل فی قتال الروم، ح:۲۹۲۴]

اس حدیث کو امام بخاریؒ کے علاوہ امام حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں، امام ابونعیم اصفہانی نے حلية الأولياء میں اور امام طبرانی نے مسند الشاميين میں روایت کیا ہے۔ [ملاحظہ فرمائیں: سلسلة الأحاديث الصحيحة: ج۱/ص۷۶، رقم ۲۶۸]

اس حدیث میں دو لشکروں کے متعلق نبی ﷺ نے خبر دی ہے کہ جو دو مختلف مقامات پر حملہ آور ہوں گے۔ پہلا لشکر سمندری جہاد کرے گا اور ان کے لیے جنت کے واجب ہونے کی

www.KitaboSunnat.com

بشارت دی گئی ہے اور صحیح بخاری کی روایت کے مطابق مسلمانوں نے سب سے پہلے سیدنا معاویہؓ کی سرکردگی میں بحری جہاد کیا اور اسی جہاد میں اُمّ حرامؓ شہید ہوئیں۔

حافظ ابن کثیرؒ ۲۸ھ کے واقعات کے ضمن میں قبرص کی فتح کی ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''قبرص کو سیدنا معاویہؓ بن ابی سفیان نے فتح کیا۔ وہ مسلمانوں کی بہت بڑی فوج کے ساتھ قبرص کی طرف گئے اور اُن کے ساتھ عبادہ بن صامتؓ اور ان کی بیوی اُمّ حرامؓ بنتِ ملحانؓ بھی تھیں۔''

پھر حدیثِ اُمّ حرامؓ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

> ''سیدہ اُمّ حرامؓ اس غزوہ میں شامل تھیں اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ سیدنا معاویہ سمندر میں کشتیوں پر سوار ہوکر جزیرہ میں گئے جو قبرص کے نام سے مشہور ہے اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی ایک عظیم فوج تھی۔ اُنہوں نے اس حملہ کے متعلق سیدنا عثمانؓ سے اجازت چاہی تھی تو عثمانؓ نے ان کو اجازت دے دی۔ سیدنا معاویہؓ نے اس حملہ کے متعلق سیدنا عمرؓ سے بھی اجازت چاہی تھی لیکن انہوں نے اس عظیم مخلوق (جہازوں) پر مسلمانوں کو سوار کرانے سے انکار کردیا تھا کہ اگر وہ حرکت کرے تو سب کے سب ہلاک ہوجائیں گے۔ مگر جب سیدنا عثمانؓ کا زمانہ آیا تو معاویہؓ نے اس بارے میں اصرار کیا تو عثمانؓ نے ان کو اجازت دے دی۔'' [البداية والنهاية: ج۷/ص۱۵۲]

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے بھی اس حدیث پر اس طرح کی تفصیل ذکر فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: فتح الباري: ج۱۱/ص۷۵،۷۶ نیز تهذيب التهذيب: ج۱۲/ص۴۶۲

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ جس سمندری غزوہ کی خبر نبی ﷺ نے دی تھی، وہ بعد میں غزوۂ قبرص کی شکل میں سامنے آیا اور سیدنا عثمانؓ کے دورِ خلافت میں سیدنا معاویہؓ کے ہاتھوں یہ جزیرہ فتح ہوا اور اسی غزوہ کے دوران اُمّ حرامؓ شہید ہوئیں اور اس غزوہ کے سپہ سالار کے متعلق صحیح بخاری میں وضاحت ہے کہ وہ سیدنا معاویہؓ تھے۔

اَوّل جیش کے متعلق علماے کرام کے اَقوال

اس حدیث میں جس دوسرے لشکر کے متعلق خوشخبری دی گئی ہے تو یہ لشکر وہ تھا کہ جس نے قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کیا تھا۔ بعض مؤرخین نے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والوں میں یزید بن معاویہؒ

www.KitaboSunnat.com

کا بھی ذکر کیا اور بعض نے اُنہیں پہلے لشکر میں شامل سمجھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ اس آخری لشکر میں شامل ہوا تھا کہ جس میں سیدنا ابوایوب انصاریؓ نے وفات پائی تھی جس کو وضاحت صحیح بخاری کے حوالہ سے گزر چکی ہے اور جس کی مزید وضاحت آگے آئے گی۔ یزید کے قسطنطنیہ والے لشکر میں شرکت کے متعلق علمائے کرام کی تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

❁ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ

''مہلبؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں معاویہؓ کی منقبت بیان ہوئی ہے، اس لیے کہ اُنہوں نے سب سے پہلے سمندری جہاد کیا اور ان کے بیٹے یزید کی بھی منقبت بیان ہوئی ہے کیونکہ اُس نے سب سے پہلے قیصر کے شہر میں جہاد کیا۔'' [فتح الباری:۶/۱۰۲]

مہلب بن احمد بن ابی صفرۃ اندلسی کی وفات ۴۳۵ھ میں ہوئی۔ [سیر اعلام النبلاء:۱۳/۳۷۷]
اور مذکورہ غزوہ ۵۲ھ میں ہوا تھا۔ یاد رہے کہ مہلب نے اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل بیان نہیں کی۔

❁ حافظ ابن کثیر بیان کرتے ہیں:

''اور یزید پہلا شخص ہے جس نے یعقوب بن سفیان کے قول کے مطابق ۴۹ھ میں قسطنطنیہ کی جنگ کی اور خلیفہ بن خیاط نے ۵۰ھ بیان کیا ہے۔ پھر اس نے سرزمین روم سے اس غزوہ سے واپس آنے کے بعد اس سال لوگوں کو حج کروایا اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اُمت کا وہ پہلا لشکر جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا، وہ مغفور ہے۔'' اور وہ دوسری فوج تھی جسے رسول اللہ ﷺ نے اُمّ حرامؓ کے پاس اپنے خواب میں دیکھا تھا اور اُمّ حرامؓ نے کہا: اللہ سے دُعا کریں کہ وہ مجھے ان میں شامل کردے۔ آپؐ نے فرمایا تو اوّلین میں سے ہے یعنی سیدنا معاویہؓ کی فوج میں شامل ہوگی جب وہ قبرص میں جنگ کریں گے پس سیدنا معاویہؓ نے سیدنا عثمانؓ کے دورِ حکومت میں ۲۷ھ میں قبرص کو فتح کیا اور اُمّ حرامؓ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ اُنہوں نے وہیں قبرص میں وفات پائی پھر دوسری فوج کا امیر ان کا بیٹا یزید بن معاویہ تھا اور اُمّ حرامؓ نے یزید کی اس فوج کو نہیں پایا اور یہ دلائل نبوت میں سے ایک انتہائی بڑی دلیل ہے۔'' [البداية والنهاية: ج۸/ص۲۲۹]

❁ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

''اور اس حدیث سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے کہ جہاد ہر امیر کے ماتحت جائز ہے (چاہے وہ نیک ہو

www.KitaboSunnat.com

یا بد)۔اس حدیث میں قیصر کے شہر میں جہاد کرنے والوں کی تعریف کی گئی ہے اور اس جہاد کا امیر یزید بن معاویہؒ تھا اور یزید تو یزید ہی تھا۔[فتح الباری: ج۱۱/ص ۷۷]

❁ علامہ قسطلانیؒ فرماتے ہیں:

''قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر سب سے پہلے یزید بن معاویہؒ نے جہاد کیا اور ان کے ساتھ سادات صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت بھی شریک تھی جس میں عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور ابو ایوب انصاریؓ تھے اور ابوایوب انصاریؓ نے اسی غزوہ میں ۵۲ھ میں وفات پائی'' [حاشیہ صحیح بخاری: ج۱/ص ۴۱۰]

❁ علامہ بدرالدین عینیؒ رقم طراز ہیں:

''یزید بن معاویہ نے بلادِ روم میں جہاد کیا یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ تک جا پہنچے۔''

[عمدۃ القاری: ج۱۴/ص ۱۹۹]

❁ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''قسطنطنیہ پر پہلا حملہ کرنے والے لشکر کے سپہ سالار یزید تھے اور چونکہ 'لشکر' معین تعداد کو کہا جاتا ہے، اس لیے اس فوج کا ہر ہر فرد بشارتِ مغفرت میں شریک ہے نہ کہ اس کا کوئی فرد تو لعنت میں شریک ہو اور کوئی اس میں سے ظالموں میں شریک ہو۔ اور کہا جاتا ہے کہ یزید اسی حدیث کی بنا پر قسطنطنیہ کی جنگ میں شریک ہوا تھا۔'' [منہاج السنۃ:۲/۲۵۲]

اس بات میں شک وشبہ نہیں کہ یزید بن معاویہ قسطنطنیہ کے جہاد میں شریک ہوا تھا اور اس بات کی گواہی صحابی رسول ﷺ سیدنا محمود بن الربیعؓ نے دی ہے۔ چنانچہ سیدنا محمود بن الربیعؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک حدیث ایک ایسی قوم کے سامنے بیان کی کہ جس میں سیدنا ابوایوب انصاریؓ رسول اللہ ﷺ کے صحابی شامل تھے اور یزید بن معاویہ ان پر اَمیر تھے، روم کی سرزمین میں۔'' [صحیح بخاری: ج۱/ص ۱۵۸ تاریخ الصغیر: ص ۷۴]

سیدنا محمود بن الربیعؓ کے بیان سے یہ بھی واضح ہوا کہ یزید بن معاویہ جس لشکر پر امیر تھے اس میں سیدنا ابو اَیوب انصاریؓ بھی شامل تھے اور اسی لشکر میں سیدنا ابوایوب انصاریؓ نے وفات پائی اور اُنہوں نے ۵۰ھ یا ۵۲ھ میں وفات پائی ہے۔

اس سے واضح طور پر یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یزید بن معاویہ جس لشکر میں شامل تھا، وہ

www.KitaboSunnat.com

معاویہ کے دورِ حکومت میں قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والا سب سے آخری لشکر تھا۔

❁ سیدنا محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں:

''سیدنا ابوایوب انصاریؓ نے یزید بن معاویہؓ کے زمانے میں جہاد کیا پھر وہ بیمار ہوگئے پس اُنہوں نے فرمایا: مجھے روم کی سرزمین میں جہاں تک ہوسکے لے جانا پھر مجھے دفن کردینا۔''

[التاریخ الصغیر لامام بخاری: ص ۶۵، طبع سانگلہ ہل]

❁ سیدنا ابوطبیانؒ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا ابوایوبؓ نے یزید بن معاویہ کے ساتھ جہاد کیا (اسی دوران وہ بیمار ہوگئے) پس اُنہوں نے فرمایا: جب میں مرجاؤں تو مجھے دشمن کی سرزمین میں لے جانا اور جب تمہارا دشمن سے سامنا ہوتو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کردینا۔'' [مسند احمد: ج ۵/ص ۴۲۳، ۴۱۹ قلت: ورجالہ ثقات، الطبرانی فی الکبیر ۳۸۴۷، ۴۰۴۱، ۴۰۴۲، ۴۰۴۰، مصنف ابی شیبہ: ۳۲۰/۵، طبقات ابن سعد: ۴۸۴/۳، ۴۸۵]

اس روایت میں یہ واقعہ بیان کرنے والے سیدنا ابوطبیان حصین بن جندب جہنی کوفیؒ ہیں اور طبقات ابن سعد [ج ۳ ص ۳۶۹ طبع دارالکتب العلمیہ بیروت] میں عن ابی طبیان عن اشیاخہ عن ابی ایوب الانصاری کی سند سے یہ واقعہ موجود ہے اور ان کے اشیاخ عبداللہ بن نمیر اور یعلی بن عبید طنافسی ہیں جو ثقہ ہیں۔

❁ سیدنا محمد بن سیرینؒ بیان کرتے ہیں کہ

''ابوایوب انصاریؓ غزوۂ بدر میں شریک تھے پھر (رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد) مسلمانوں کے جہاد میں اگر کسی ایک میں وہ پیچھے رہ جاتے تو دوسرے میں ضرور شریک ہوتے، سوائے ایک سال کے جب لشکر پر ایک نوجوان سپہ سالار بنادیا گیا تو وہ بیٹھ رہے۔ اس سال کے بعد وہ افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا، مجھ پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا۔ مجھے پر گناہ نہ تھا جو مجھ پر عامل بنایا گیا تھا (یعنی ان کو اس کا انتہائی افسوس ہوا)۔ پھر وہ (قسطنطنیہ کی جنگ کے دوران) بیمار ہوگئے۔ لشکر پر (اس وقت) یزید بن معاویہ امیر تھا۔ وہ ان کے پاس ان کی عیادت کو آیا اور پوچھا کہ کوئی حاجت ہوتو بیان کیجئے۔ اُنہوں نے فرمایا: ہاں میری حاجت ہے کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے اونٹ پر سوار کرکے جہاں تک ممکن ہوسکے، دشمن کی زمین میں لے جانا اور جب (آگے مزید) گنجائش نہ پانا تو

www.KitaboSunnat.com

وہیں دفن کر دینا اور واپس آ جانا۔ جب ان کی وفات ہوگئی تو اُنہیں سوار کیا گیا اور جہاں تک ممکن ہوسکا، اُنہیں دشمن کی زمین میں لے جایا گیا پھر اُنہیں وہاں دفن کیا گیا اور (لوگ) واپس آ گئے اور سیدنا ابوایوب انصاریؓ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا ہے: ﴿انفروا خفافا وثقالاً﴾ یعنی ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلو، چاہے تم ہلکے ہو یا بھاری۔'' میں اپنے آپ کو سبک بار پاتا ہوں یا گراں بار۔''

[الطبقات الکبریٰ از امام محمد بن سعد: ج۳/ص ۳۶۹، مستدرک حاکم: ج۳/ص ۴۵۹]

اس واقعہ کو حافظ ابن کثیرؒ نے بھی مسند احمد بن حنبلؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

دیکھئے البدایۃ والنہایۃ: ج۸/ص ۵۸، ۵۹

ان روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ یزید بن معاویہ جس لشکر کے سالار تھے اور جس نے ان کی امارت میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا تھا، اس میں سیدنا ابوایوب انصاریؓ شریک تھے اور اسی لشکر میں اُنہوں نے وفات پائی تھی اور اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ سیدنا ابو اَیوب انصاریؓ کی وفات ۵۰ھ یا ۵۲ھ میں ہوئی ہے اور اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ یزید بن معاویہ کا یہ حملہ ۴۹ھ میں شروع ہوا تھا۔

- چنانچہ حافظ ابن کثیر ۴۹ھ کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''اسی سال یزید بن معاویہؓ نے بلادِ روم کے ساتھ جنگ کی حتیٰ کہ سادات صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں سیدنا ابن عمر، سیدنا ابن عباس، سیدنا ابن زبیر اور سیدنا ابوایوب انصاری شامل تھے، قسطنطنیہ پہنچ گیا۔'' آگے لکھتے ہیں: اور اسی میں سیدنا ابوایوب خالد بن زید انصاریؓ اور بعض کا قول ہے کہ ان کی وفات اس غزوہ میں (اس سال) نہیں ہوئی بلکہ اس کے بعد ۵۱ھ یا ۵۲ھ یا ۵۳ھ کے غزوات میں ہوئی جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

[البدایۃ والنہایۃ: ج۸/ص ۳۲]

- چودھویں صدی میں ناصبیوں کے امام جناب محمود احمد عباسی نے بھی لکھا ہے:

''چنانچہ ۴۹ھ میں حضرت معاویہؓ نے جہادِ قسطنطنیہ کے لیے بری اور بحری حملوں کا انتظام کیا۔ بری فوج میں شامی عرب تھے خصوصاً بنی کلیب جو امیر یزید کا ننھالی قبیلہ تھا، ان کے علاوہ حجاز قریش غازیوں کا بھی دستہ تھا جس میں صحابہ کرام کی ایک جماعت شامل تھی۔ اس فوج کا امیر

www.KitaboSunnat.com

اور سپہ سالار امیر المومنین کے لائق فرزند امیر یزید تھے۔ یہی وہ پہلا اسلامی جیش ہے جس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا۔'' [خلافت ِمعاویہ و یزید: ص ۴۳]

◉ اور اسی قول کو محمود احمد عباسی صاحب کے لائق شاگرد جناب محمد عظیم الدین صدیقی نے اپنی کتاب 'حیاتِ سیدنا یزید' میں اختیار کیا ہے۔ [ص ٦٧]

◉ امام خلیفہ بن خیاط اپنی تاریخ میں ۵۰ھ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''اور اسی سن میں یزید بن معاویہؓ نے ارضِ روم میں جہاد کیا اور ان کے ساتھ سیدنا ابوایوب انصاریؓ بھی تھے۔'' [تاریخ خلیفہ بن خیاط: ص ۲۱۱]

◉ حافظ ابن کثیرؒ نے ۵۲ھ کا عنوان قائم کرکے اس کے ضمن میں سیدنا ابوایوب انصاریؓ کی وفات کا ذکر کیا ہے اور ۵۲ھ کے قول کو سب سے زیادہ قوی قرار دیا ہے۔''

[البداية والنهاية: ج۸/ص ۵۹]

◉ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

''اور یہ غزوہٴ مذکور ۵۲ھ میں ہوا اور اسی غزوہ میں اَبو اَیوب انصاریؓ کی وفات ہوئی اور اُنہوں نے وصیت فرمائی کہ اُنہیں قسطنطنیہ کے دروازہ کے قریب دفن کیا جائے۔''

[فتح الباری: ٦/١٠٣]

علماے کرام کے اَقوال میں تضاد و اِضطراب

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ، حافظ ابن کثیرؒ اور حافظ ابن تیمیہؒ وغیرہ نے ایک طرف یزید بن معاویہ کے لشکر کو اوّل جیش کا مصداق قرار دیا ہے جیسا کہ پہلے گزرا ہے لیکن پھر یہی علما یہ بات نقل کرتے ہیں کہ یزید بن معاویہ کا یہ حملہ ۴۹ھ سے شروع ہوا تھا اور اس کی سب سے بڑی دلیل صحیح بخاری کی وہ روایت ہے کہ جس میں سیدنا محمود بن الربیع کا یہ بیان موجود ہے کہ یزید بن معاویہ اس لشکر کے سالار تھے جس میں ابوایوب انصاری بھی شریک تھے اور اس میں اُنہوں نے وفات پائی تھی۔ [صحیح بخاری: ۱۱۸۶] اور ابوایوب انصاریؓ کی وفات ۵۲ھ میں ہوئی حالانکہ دیگر تاریخی حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ اس غزوہ سے پہلے بھی قسطنطنیہ پر کئی حملے ہوچکے تھے جن کا ذکر احادیث اور تاریخ کی کتب میں موجود ہے اور ان کو آگے ذکر کیا جارہا ہے۔

اس وضاحت سے ثابت ہوا کہ یہ حملہ نہ تو پہلا حملہ ہے اور نہ ہی ان کا لشکر 'اوّل جیش' کا

www.KitaboSunnat.com

مصداق ہے۔ جن حضرات نے یزید بن معاویہؓ کے لشکر کو اوّل جیش کا مصداق قرار دیا ہے اُنہیں اس سلسلہ میں غلطی لگی ہے اور انہوں نے اس بات کی کوئی دلیل ذکر نہیں کی اور نہ سنداً کوئی روایت بیان کی ہے بلکہ صرف یہی بات ذکر کرکے کہ یزید کے لشکر نے قسطنطنیہ پر لشکر کشی کی تھی اور بس...... چنانچہ اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی گئی کہ یہ معلوم کیا جائے کہ قسطنطنیہ پر کتنے حملے کئے گئے اور ان حملوں میں سب سے پہلا حملہ کس نے کیا تھا۔

❶ قسطنطنیہ پر پہلا حملہ سیدنا معاویہؓ نے کیا تھا

حافظ ابن کثیرؒ نے اگرچہ یزید بن معاویہؓ کے لشکر کو 'اوّل جیش' کا مصداق قرار دیا ہے لیکن وہ خود ہی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''اور ۳۲ھ میں سیدنا معاویہؓ نے بلادِ روم پر چڑھائی کی۔ یہاں تک کہ وہ خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گئے۔'' [البدایة والنهایة: ج۷ ص۱۵۹]

حافظ موصوف ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

''کہتے ہیں کہ خلیج قسطنطنیہ کی جنگ سیدنا معاویہ کی امارت میں ۳۲ھ میں ہوئی اور وہ خود اس سال لوگوں پر امیر تھے۔'' [ایضاً: ج۸ ص۱۲٦]

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

''یہ حملہ ۳۲ھ بمطابق ٦۵۲، ٦۵۳ھ میں ہوا تھا۔ [دیکھئے تاریخ طبری: ج۴ ص۳۰۴، العبر از ذہبی: ج۱ ص۲۴، المنظم از ابن جوزی: ج۵ ص۱۹ طبع ۱۹۹۲ء، البدایة والنهایة: ج۷ ص۱۵۹، ج۸ ص۱۲٦، تاریخ الاسلام از ذہبی وغیرہ]

اس وقت یزید کی عمر تقریباً چھ سال تھی۔ [دیکھئے تقریب التهذیب وغیرہ] صرف اس ایک دلیل سے ہی روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ 'اوّل جیش' والی حدیثِ مبارکہ کو یزید پر فٹ کرنا صحیح نہیں ہے۔'' [ماہنامہ 'الحدیث' حضرو: شمارہ ٦ ص۹؛ مقالات ج۱ ص۳۱۱]

موصوف دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''یہ حملہ قسطنطنیہ پر مضیق القسطنطینیة کی طرف سے ہوا تھا، یہ مقام اس شہر سے قریب ہے۔''

حافظ ذہبی لکھتے ہیں:

''فیها کانت وقعة المضیق بالقرب من قسطنطینیة وأمیرها معاویة''

www.KitaboSunnat.com

[تاریخ اسلام از ذہبی، عہد خلفاے راشدین: ص۳۷۱]

''اس سن میں مضیق کا واقعہ ہوا جو کہ قسطنطنیہ کے قریب ہے اور اس کے امیر معاویہؓ تھے۔ لہٰذا یہ حملہ بھی قسطنطنیہ پر ہی تھا۔ معاویہؓ نے یہ حملہ عثمان بن عفان کے دورِ خلافت میں کیا تھا۔''

❷ سیدنا معاویہؓ کا قسطنطنیہ پر دوسرا حملہ

قسطنطنیہ پر دوسرا حملہ سیدنا معاویہؓ نے اپنے دورِ خلافت میں کیا تھا جس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حدثنا عبدالله بن صالح حدثني معاوية عن عبدالرحمن بن جبير بن نفير عن أبيه عن أبي ثعلبة الخشني قال سمعته في خلافة معاوية بالقسطنطينية وكان معاوية غزا الناس بالقسطنطينية إن الله لا يعجز هذه الأمة من نصف يوم

[التاریخ الصغیر: ص ۵۶ طبع سانگلہ ہل پاکستان؛ طبع دوم ۱۲۳/۱، التاریخ الکبیر: ج۱/ص ۲۴۸ ق ۲، ج۱]

''سیدنا ابوثعلبہ خشنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے معاویہؓ کو ان کے دورِ خلافت میں قسطنطنیہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ وہ لوگوں کو قسطنطنیہ پر چڑھائی کے لیے روانہ کر رہے تھے کہ ''بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کو آدھے دن کے بقدر بھی عاجز نہیں کرے گا۔''

اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے کیونکہ اسے روایت کرنے والے سیدنا ابوثعلبہ خشنی مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں اور ان سے ان کے شاگرد سیدنا جبیر بن نفیر ثقہ اور جلیل القدر تابعی ہیں اور صحاحِ ستہ میں سے امام بخاریؒ کے علاوہ سب نے ان سے حدیث روایت کی ہے اور امام بخاریؒ نے بھی الادب المفرد، التاریخ الصغیر اور التاریخ الکبیر میں ان سے حدیث روایت کی ہے۔ جبیر سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن جبیر اس روایت کو بیان کرتے ہیں اور وہ ثقہ ہیں اور ان محدثین نے ان سے حدیث روایت کی ہے کہ جنہوں نے ان کے والدِ محترم سے حدیث لی ہے۔ عبدالرحمٰن کے شاگرد معاویہ بن صالح ہیں جو صدوق ہیں اور اُنہیں اَوہام بھی ہوئے ہیں۔ امام بخاری کے علاوہ دیگر صحاحِ ستہ والوں نے ان کی حدیث روایت کی ہے۔ گویا یہ تینوں راویان صحیح مسلم کے راوی ہیں۔ معاویہ سے اس روایت کو نقل کرنے والے عبداللہ بن صالح ہیں جن کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

www.KitaboSunnat.com

''وہ صدوق ہیں، بہت غلطیاں کرنے والے ہیں لیکن جب وہ کتاب سے روایت کرتے ہیں تو ان کی روایت مضبوط ہوتی ہے اور ان میں کچھ فضیلت پائی جاتی ہے۔ (تقریب) لیکن عبداللہ بن صالح اس روایت کو بیان کرنے میں منفرد نہیں ہیں بلکہ مسند احمد میں لیث بن سعد نے ان کی متابعت کر رکھی ہے اور لیث ثقہ، ثبت، فقیہ اور مشہور امام ہیں اور صحاحِ ستہ کے راوی ہیں لہٰذا یہ روایت صحیح ہے۔''

مسند احمد کی متابعت والی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”عن عبد الرحمٰن بن جبير عن أبيه قال سمعت أبا ثعلبة الخشني صاحب رسول الله ﷺ أنه سمعه يقول وهو بالفسطاط في خلافة معاوية وكان معاوية أغزى الناس القسطنطينية فقال: والله لا تعجز هذه الأمة من نصف يوم إذا رأيت الشام مائدة رجل واحد وأهل بيته فعند ذلك فَتْحُ القسطنطينية“

''سیدنا جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی سیدنا ابوثعلبہ خشنی کو اس وقت فرماتے سنا جب کہ وہ خیمہ میں تھے اور یہ معاویہؓ کی خلافت کا زمانہ تھا اور سیدنا معاویہ اس وقت لوگوں کو قسطنطنیہ پر لشکر کشی کے لیے روانہ فرما رہے تھے پس اُنہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس اُمت کو آدھے دن کے بقدر بھی عاجز نہیں کرے گا اور جب تو شام میں ایک شخص اور اس کے گھر والوں کے لیے ایک دستر خوان دیکھے تو اس وقت قسطنطنیہ فتح ہوگا۔'' [مسند احمد: ج۴/ص۱۹۳، وقال شیخ شعیب ارناوط: اسنادہ علیٰ شرط مسلم؛ مسند الامام احمد بن حنبل: ۲۹/۲۶۹، ح۱۷۷۳۴، وقال ہیثمی: رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح؛ مجمع الزوائد: ۶/۲۱۹]

اس حدیث میں یہ الفاظ «والله لاتعجز هذه الأمة من نصف يوم» مرفوعاً بھی ثابت ہیں۔ [دیکھئے سنن ابوداؤد: ۴۳۴۹، مستدرک حاکم: ۴/۴۲۴ علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی والطبرانی فی الکبیر: ۲۲/۵۷۲، ۵۷۶ وفی الشامیین: ۲۰۲۹]

سیدنا معاویہؓ نے رومیوں کی سرزمین پر سولہ حملے کئے تھے۔ [البدایہ: ۸/۱۳۳] اور ان میں سے جس جس حملہ کی بھی کچھ تفصیلات ملی ہیں، اسے بیان کیا جارہا ہے نیز اس سلسلہ میں مزید کوشش کی جائے اور مطالعہ کیا جائے تو بہت سے حقائق سامنے آسکتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

③ سیدنا معاویہ کا قسطنطنیہ پر تیسرا حملہ

سیدنا معاویہؓ کے قسطنطنیہ پر ایک اور حملہ کی نشاندہی سیدنا عبداللہ بن عباس کی اس روایت سے ہوتی ہے۔عبداللہ بن عباس سیدنا ابوایوب انصاری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إن أبا أيوب خالد بن زيد الذي كان رسول الله ﷺ نزل في داره، غزا أرض الروم فمرَّ على معاوية فجفاه معاوية ثم رجع من غزوته فجفاه ولم يرفع به رأسًا قال أبو أيوب: إن رسول الله ﷺ أنبأنا: إنا سنرٰى بعده إثرة. قال معاوية: فما أمرَكم؟ فقال: أمرنا أن نصبر. قال: فاصبروا

[مستدرک حاکم: ۴۶۲/۳، وقال الحاکم والذہبی: صحیح؛ المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۲۵/۴، ج:۳۸۷۶]

''بے شک ابوایوب انصاری خالد بن زید وہ ہیں کہ جن کے ہاں ان کے گھر پر رسول اللہ ﷺ اُترے تھے(اور اُنہوں نے نبی ﷺ کی کئی دن تک میزبانی فرمائی تھی)۔ اُنہوں نے ارضِ روم میں جنگ کی۔ پس معاویہ ان پر گزرے اور معاویہ نے ان سے بے رخی برتی پھر وہ اس غزوہ سے واپس آ گئے تو پھر بھی معاویہ نے ان سے بے رخی برتی اور ان کی طرف سر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ سیدنا ابوایوب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ ہم آپؐ کے بعد حق تلفی دیکھیں گے یعنی ہم (انصار) کو نظر انداز کیا جائے گا۔ معاویہؓ نے کہا کہ ایسی صورت میں تمہیں کیا حکم دیا گیا ہے؟ کہا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم صبر کریں تو اُنہوں نے کہا کہ بس پھر صبر کرو۔''

اس روایت سے واضح ہو رہا ہے کہ سیدنا ابوایوب انصاری، سیدنا معاویہ کے ساتھ بھی قسطنطنیہ کے جہاد میں شریک ہوئے تھے اور پھر اس جہاد میں حصہ لے کر وہ معاویہ کے ساتھ واپس بھی آ گئے۔ سیدنا ابوثعلبہ خشنی اور عبداللہ بن عباس دونوں کی روایات کو الگ الگ واقعات مانا جائے تو خلیج قسطنطنیہ کو ملا کر یہ تین حملے بنتے ہیں جو معاویہ کے زیر امارت قسطنطنیہ پر کئے گئے تھے کیونکہ بقول حافظ ابن کثیرؒ: معاویہؓ نے ارضِ روم پر سولہ مرتبہ لشکر کشی کی تھی جیسا کہ پیچھے باحوالہ گزر چکا ہے۔

④ قسطنطنیہ پر چوتھا حملہ سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید کے زیر امارت ہوا

سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید اپنے باپ خالدؓ بن ولید کی طرح انتہائی شجاع تھے۔

www.KitaboSunnat.com

اُنہیں بعض محدثین نے صغار صحابہ میں بھی شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے الإصابة في تمييز الصحابة میں ان کا مفصل ترجمہ لکھا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی تصریح کردی ہے کہ

أخرج ابن عساكر من طرق كثيرة أنه كان يؤمر على غزو الروم أيام معاوية

''حافظ ابن عساکر نے بہت سی سندوں سے نقل کیا ہے کہ جناب معاویہؓ کے عہدِ حکومت میں ان کو رومیوں سے جو جنگیں لڑی جاتی تھیں، ان میں امیر بنایا جاتا تھا۔'' [الاصابہ:۶۸/۳]

امام ابن جریر طبریؒ نے اپنی تاریخ میں ۴۴ھ اور ۴۵ھ کے واقعات کے ضمن میں اور حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ۴۴ھ اور ۴۶ھ کے واقعات کے ذیل میں بلادِ روم میں ان کی زیر امارت رومیوں سے مسلمانوں کے سرمائی جہاد کا ذکر کیا ہے۔ افسوس کہ ۴۶ھ میں بلادِ روم ہی میں ان کو حمص میں زہر دے کر شہید کردیا گیا تھا۔ عبدالرحمٰن بن خالدؓ اپنے غزوات و جہاد کی وجہ سے شامی مسلمانوں میں بڑے محبوب و بااثر تھے۔ [البدایہ والنہایہ:۳۱/۸]

اس سلسلہ کی بعض احادیث بھی ملاحظہ فرمائیں:

عن أسلم أبي عمران قال: غزونا من المدينة نُريد القسطنطينية وعلى الجماعة عبدالرحمٰن بن خالد بن الوليد والروم مُلصقو ظُهُورهم بحائط المدينة فحمل رجل على العدوّ فقال الناس: مه مه لا إله إلا الله يلقي بيديه إلى التهلكة. فقال أبو أيوب: إنما نزلت هذه الآية فينا معشر الأنصار لما نصر الله نبيَّه وأظهر الإسلام قلنا هلمَّ نقيم في أموالنا ونُصْلِحُها فأنزل الله ﴿وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ فالإلقاء بالأيدي إلى التهلكة أن نقيم في أموالنا ونصلحها وندع الجهاد. قال أبو عمران: فلم يزل أبو أيوب يجاهد في سبيل الله حتى دفن بالقسطنطينية [سنن ابوداؤد: کتاب الجهاد: باب فی قوله عزوجل ولا تلقوا بایدیکم]

''سیدنا اسلم ابوعمران کا بیان ہے کہ ہم مدینہ سے جہاد کے لیے قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوئے اس وقت امیر جیش سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید تھے۔ رومی فوج شہر پناہ سے پشت لگائے مسلمانوں سے آمادہ پیکار تھی۔ اسی اثنا میں (مسلمانوں کی صف میں سے نکل کر) ایک شخص نے دشمن (کی فوج) پر حملہ کردیا۔ لوگ کہتے رہے: ''رکو، رکو، لا الہ الا اللہ یہ شخص تو خود

اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔'' یہ سن کر سیدنا اَبوایوب اَنصاری نے فرمایا کہ یہ آیت تو ہم انصاریوں کے بارے میں اتری ہے۔ (واقعہ یہ ہے) کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی مدد فرمائی اور اسلام کو غلبہ نصیب فرمایا تو ہم نے کہا تھا کہ اب تو ہم کو مدینہ میں رہ کر اپنے اَموال کی خبر گیری اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ دینا چاہئے۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت ِشریفہ نازل فرمائی: ﴿وَاَنۡفِقُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَيۡدِيۡكُمۡ اِلَى التَّهۡلُكَةِ﴾ [البقرۃ:۱۹۵] ''اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔'' لہٰذا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا تو جہاد کو چھوڑ کر ہمارا اپنے اَموال کی خبرگیری اور اس کی اصلاح کے خیال سے اپنے گھروں میں بیٹھ رہنا تھا۔ سیدنا ابوعمران کہتے ہیں کہ سیدنا ابوایوب مسلسل اللہ کی راہ میں جہاد ہی کرتے رہے تا آنکہ وہ دفن بھی قسطنطنیہ میں ہوئے۔''

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''سنن ابوداود والی روایت بالکل صحیح اور محفوظ ہے جس کی سند مع متن یہ ہے: ابن وھب عن حیوۃ بن شریح عن یزید بن أبي حبیب عن أسلم أبي عمران قال: غزونا من المدینة نرید القسطنطینیة وعلی الجماعة عبد الرحمٰن بن خالد بن الولید...... الخ''

''**اسلم ابوعمران** سنن ابي داود، ترمذی ونسائی کے راوی اور ثقہ تھے۔ [تقریب التہذیب: ص۱۳۵] **یزید بن ابی حبیب** کتب ِستہ کے راوی اور ''ثقة فقیه وکان یرسل'' ہیں۔ [ایضاً ص۱۰۷۳] وکان یُرسل کوئی جرح نہیں ہے۔ **حیوہ بن شریح** صحیح بخاری کے راوی اور ثقہ تھے۔ [ایضاً ص۲۷۲ بہ تحقیق شیخ ابوَ اَشبال شاغف]

عبد اللہ بن وھب کتب ِستہ کے بنیادی راوی اور ثقہ حافظ عابد ہیں۔ [تقریب التھذیب: ص۵۵٦] صحیح بخاری میں ان کی تقریباً ایک سوتیں روایات موجود ہیں۔ آپ اُصولِ حدیث کی ایک قسم الروایة بالإجازة کے قائل تھے جو کہ ایک مستقل فقہی موقف ہے اور راجح بھی یہی ہے کہ روایت بالاجازۃ جائز ہے۔ دیکھئے مقدمة ابن الصلاح وغیرہ

ابن سعد نے آپ پر تدلیس کا الزام لگایا ہے جو کہ (اس روایت میں) کئی لحاظ سے مردود ہے:

① اس روایت میں ابن وہب نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

② ابن وہب کی سند کی متابعت بھی موجود ہے۔حافظ ابن عساکرؒ نے کہا:

أخبرنا أبو محمّد بن الأكفاني بقرأتي عليه قال: ثنا عبدالعزيز بن أحمد: أنبأ أبو محمد بن أبي نصر: أنا أبو القاسم بن أبي العقب: أنا أحمد بن إبراهيم القرشي ثنا ابن عائذ: ثنا الوليد: ثنا عبد الله بن لهيعة والليث بن سعد عن يزيد عن أبي عمران التجيبي قال: غزونا القسطنطينية وعلى أهل مصر عقبة بن عامر الجهني وعلى الجماعة عبدالرحمٰن بن خالد بن الوليد [تاریخ دمشق مصور: ج۹ص۹۲۹]

اس سند میں لیث بن سعد کتبِ ستہ کے مرکزی راوی اور "ثقة ثبت فقيه إمام مشهور" ہیں۔[تقریب التہذیب:ص۸۱۷]

لیث بن سعد نے ابن وہب کے اُستاد حیوہ بن شریح کی 'متابعتِ تامہ' کر رکھی ہے۔والحمدللہ

③ حافظ ابن حجر کی تحقیق بھی یہ ہے کہ ابنِ وہب مدلس نہیں تھے۔[دیکھئے النکت علیٰ ابن الصلاح: ج۲ص۶۳۷]

نوٹ: راجح یہی ہے کہ عبداللہ بن وہبؒ ثقہ ہونے کے ساتھ مدلس بھی تھے۔اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سنن ابی داوٗد کی اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے۔اسی وجہ سے امام حاکم اور ذہبی نے اسے بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔اگر شرط سے مراد یہ لیا جائے کہ اس سند کے تمام راوی بخاری ومسلم کے ہیں تو ظاہر ہے کہ یہ بات وہم ہے کیونکہ اسلم صحیح بخاری یا مسلم کے راوی نہیں ہیں اور اگر یہ مراد لیا جائے کہ اس کے راوی بخاری ومسلم کے راویوں کی طرح ثقہ ہیں، سند متصل ہے اور شاذ یا معلول نہیں تو یہ بات بالکل صحیح ہے۔مستدرک کے مطالعہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ امام حاکم صحیح بخاری ومسلم کے راویوں یا ان جیسے ثقہ راویوں کی غیر معلول روایت کو صحيح علىٰ شرط الشيخين أو على أحدهما کہہ دیتے ہیں اور حافظ ذہبی ان کی موافقت کرتے ہیں جیسا کہ حاکم فرماتے ہیں: "وأنا أستعين الله علىٰ إخراج أحاديث رواتها ثقات قد احتج بمثلها الشيخان رضي الله عنهما أو أحدهما"[المستدرك: ج۱ص۳] یعنی "میں اللہ کی مدد مانگتا ہوں ان احادیث کی روایت کے لیے جن کے راوی ثقہ ہیں۔بخاری ومسلم یا صرف بخاری یا صرف مسلم نے ان راویوں

www.KitaboSunnat.com

جیسے راویوں سے حجت پکڑی ہے۔'' اس عبارت سے بھی دوسری بات کی تائید ہوتی ہے اور یہی راجح ہے۔ لہٰذا علیٰ شرط الشیخین وغیرہ عبارات سے بعض محققین عصر کا حاکم و ذہبی کے بارے میں پروپیگنڈہ کرنا صحیح نہیں ہے، مزید تفصیل آگے آرہی ہے۔ ان شاء اللہ

یاد رہے کہ اَوہام اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اِس لشکر کے اُمرا کون کون تھے؟

سنن ابو داود کی اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ اس لشکر میں مصریوں کے امیر سیدنا عقبہ بن عامر اور شامیوں کے امیر سیدنا فضالہ بن عبید تھے جبکہ پورے لشکر کے امیر سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید تھے۔ حیوہ بن شریح کے سارے شاگرد اہل مصر کا امیر عقبہ بن عامر کو قرار دیتے ہیں اور یہی بات لیث بن سعد اور ابن لہیعہ کی روایت عن یزید بن ابی حبیب میں ہے۔ کما تقدّم لہٰذا یہ بات اِجماعی و اتفاقی ہے۔

حیوہ کے دونوں شاگرد عبداللہ بن یزید المقرئ☆ اور عبداللہ بن المبارک بالاتفاق یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل شام کے امیر فضالہ بن عبید تھے۔ یہی بات لیث بن سعد و ابن لہیعہ کی روایت میں ہے۔ لیث بن سعد اور ابن لہیعہ کی روایت میں بھی اہل شام کا امیر فضالہ بن عبید کو قرار دیا گیا ہے۔

البتہ ضحاک بن مخلد کے شاگردوں میں اس بابت اختلاف ہے۔ عبد بن حمید کی روایت میں: وعلی الجماعة فضالة بن عبید کے الفاظ ہیں۔ (سنن ترمذی) جبکہ عمرو بن ضحاک اور عبید اللہ بن سعید کی روایتوں میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ضحاک بن مخلد کی روایت ابن المبارک وغیرہ کی مخالفت اور اپنے شاگردوں کے اختلاف کی وجہ سے شاذ و مردود ہے۔

اگر یہ صحیح بھی ہوتی تو اس کا مطلب یہ تھا کہ قسطنطنیہ پر بہت سے حملے ہوئے ہیں۔ بعض

☆ اس سند پر ایک بحث ہفت روزہ اہل حدیث ج ۲۹، شمارہ نمبر ۱۹، ص ۱۰ کے شمارہ میں شائع ہوچکی ہے جس میں ابو عبدالرحمٰن المقری پر جرح کی گئی ہے۔ صاحبِ مضمون پروفیسر محمد شریف کا ابو عبدالرحمٰن المقرئ پر جرح کرنا شیخ الاسلام ابن المبارک کی متابعت [السنن الکبریٰ للنسائي ج ۶ ص ۲۹۹ ح ۱۱۰۲۹، وتفسیر النسائي ج ۱ ص ۲۳۸، ح ۴۹] کی وجہ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ المقرئ کے دفاع کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔

www.KitaboSunnat.com

میں امیر لشکر عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید تھے، بعض میں فضالہ بن عبید اور بعض میں یزید بن معاویہ اور بعض میں کوئی اور؛ لہٰذا جامع ترمذی کی روایت سے بھی پروفیسر صاحب کا یہ دعویٰ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ قسطنطنیہ پر صرف اور صرف ایک ہی حملہ ہوا ہے اور اس حملہ میں یزید بھی موجود تھا۔ یاد رہے کہ سنن ابو داؤد کی ایک دوسری روایت [کتاب الجہاد، باب ۱۲۹ فی قتل الاسیر بالنبل حدیث: ۲۶۸۷] سے بھی عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید اور سیدنا ابو ایوب کا مل کر جہاد کرنا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

☜ سنن ترمذی کی روایت میں وعلى الجماعة فضالة بن عبيد کے جو اَلفاظ آئے ہیں، ان کا وہم ہونا کئی وجوہ سے ثابت ہے:

① حیوہ بن شریح کے تمام شاگرد وعلى أهل الشام فضالة بن عبيد کے الفاظ روایت کررہے ہیں۔

② یہ الفاظ سنن ترمذی کے علاوہ دوسری کسی کتاب میں نہیں ہیں۔

③ محققین☆ نے ترمذی کی روایت کے وہم کی طرف اشارہ کیا ہے۔

[☆ محققین سے مراد سید حلیمی اور صبری شافعی ہیں۔ یہ وہی محققین ہیں جن کا حوالہ پروفیسر محمد شریف نے دیا ہے۔ ہفت روزہ اہل حدیث لاہور: ج ۲۹/شمارہ ۱۹، ص ۱۰ کالم نمبر ۱ اور آگے جا کر اسی صفحہ پر کالم نمبر ۲ پر لکھتے ہیں: ''حافظ زبیر صاحب نے جو تفسیر نسائی کے حاشیہ کا حوالہ دیا، یہ ایک مبہم حوالہ ہے، محشی کون ہے؟ اس نے یہ الفاظ کہاں سے لئے؟'' سبحان اللہ!

خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی لکھتے ہیں:

”فظهر بهذه الروايات أن عبدالرحمٰن بن خالد كان أميرًا على الجميع“

[بذل المجهود: ج ۱۱/ص ۴۳۵]

یعنی ''ان روایات سے ظاہر ہوا کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد تمام لشکر پر امیر تھے۔''

تاریخ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ پر کئی حملے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ سیدنا معاویہؓ نے رومیوں کی زمین پر سولہ مرتبہ فوج کشی کی۔ [البدایہ: ج ۸/ص ۱۳۳] ایک لشکر سردیوں (شواتی) میں اور دوسرا گرمیوں (صوائف) میں حملہ آور ہوتا۔ [ایضاً: ص ۱۲۷]

www.KitaboSunnat.com

دیگر کتبِ حدیث میں عبد الرحمٰن بن خالد کی زیر امارت حملہ قسطنطنیہ کا تذکرہ

بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ سنن ابو داؤد کے علاوہ عبد الرحمٰن بن خالد بن الولید کے تمام لشکر پر سپہ سالار ہونے کا ثبوت کسی بھی دوسری کتاب میں نہیں ملتا۔اس کا جواب دیتے ہوئے اُستاذ موصوف فرماتے ہیں کہ "درج ذیل کتابوں میں بھی صحیح سند کے ساتھ اس حملہ آور فوج کا قائد عبد الرحمٰن بن خالد بن الولید ہی مذکور ہے:

① جامع البیان فی تفسیر القرآن، المعروف بہ تفسیر طبری [ج ۲/ص ۱۱۸،۱۱۹]

② تفسیر ابن ابی حاتم الرازی [ج ۱/ص ۳۳۰،۳۳۱]

③ احکام القرآن از جصاص [ج ۱/ص ۳۲۶،۳۲۷]

④ مستدرک حاکم [ج ۲/ص ۸۴،۸۵] اسے حاکم اور ذہبی دونوں نے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔" [مقالاتِ حافظ زبیر علی زئی: ص ۳۰۷ تا ۳۱۱]

مستدرک حاکم کی روایت جو اسی سند سے ذکر ہوئی ہے، اس میں وضاحت ہے کہ اہل مصر کے امیر عقبہ بن عامر جہنی اور اہل شام کے امیر فضالہ بن عبید انصاری تھے جس سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کی کثیر تعداد جہادِ قسطنطنیہ میں شریک تھی اور یہ حملے یزید بن معاویہ کے حملے سے بہت پہلے کئے گئے تھے۔ فضالہ بن عبید انصاری کی ایک روایت صحیح مسلم [رقم: ۹۶۸] میں بھی ہے جس میں ان کی ارضِ روم کے جزیرہ رُودس میں جہادی مہم کا ذکر موجود ہے جس سے فضالہ کے ۵۱ ہجری میں شام پر امیر ہونے کی مزید تصریح ہوتی ہے اور فضالہ کی وفات ۵۳ھ میں ہوئی۔

سنن ابو داود کی دوسری حدیث

ایسے ہی سنن ابوداؤد کی ایک دوسری روایت سے بھی ثابت ہے کہ عبد الرحمٰن بن خالد بن الولیدؓ کے ساتھ ابوایوب انصاریؓ اس غزوہ میں شریک تھے اور عبد الرحمٰن پوری جماعت پر امیر تھے۔ پوری حدیث کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

عن ابن تِعْلی قال: غزونا مع عبد الرحمٰن بن خالد بن الولید فأتي بأربعة أعلاج من العدو فأمر بهم بهم فقتلوا صبرًا. قال أبو داود قال لنا غیر

www.KitaboSunnat.com

سعيد عن ابن وهب في هذا الحديث قال بالنبل صبرا فبلغ ذلك أبا أيوب الأنصاري فقال سمعت رسول الله ﷺ ينهىٰ عن قتل الصبر . . . الحديث [سنن ابوداؤد: کتاب الجهاد: باب ۱۲۹، فی قتل الاسیر بالنبل: ۲۶۸۷]

''سیدنا عبید بن تعلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید کے ساتھ جہاد میں شریک تھے۔ (اسی مہم میں) ان کے سامنے دشمن کے چار شخص پیش کیے گئے جن کے قتل کرنے کا اُنہوں نے حکم دیا اور تعمیل حکم میں ان کو باندھ کر قتل کر دیا گیا۔''

امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ ''ہم سے ہمارے استاذ امام سعید بن منصور کے علاوہ ایک دوسرے صاحب نے ابن وہب سے اس حدیث کو یوں نقل کیا کہ ان چاروں کو باندھ کر تیروں کا ہدف بنایا۔ جب اس بات کی خبر سیدنا ابوایوبؓ انصاری کو ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اُنہوں نے اس طرح ہاتھ باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ بس قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر کوئی مرغی بھی ہو تو میں اس کا باندھ کر نشانہ نہ لوں۔ جب یہ بات سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید کو پہنچی تو انہوں نے اس کے کفارے میں چار غلام آزاد کیے۔''

یہ حدیث سنن ابوداؤد کے علاوہ سنن سعید بن منصور ۲۶۶۷، مسند احمد: ۴۲۲/۵، طبرانی: ۴/ ۴۰۰۲/۵۹، السنن الکبریٰ: ۹/۷۱، الدارمی: ۴/۱۹۷، صحیح ابن حبان: ۴۵۰/۸، ۵۵۸۰۱، الطحاوی: ۱۸۲/۳، والشاشی: ۱۱۶۰۔۱۱۶۱، مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۹۸/۵ وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: الموسوعة الحديثية مسند احمد: ۵۶۱/۳۸، امام ابوداؤد نے دوسرے اُستاد سے جو کچھ روایت کیا ہے، یہی کچھ امام سعید بن منصور بھی بیان کرتے ہیں۔ [السنن سعید بن منصور: ۲۶۶۷]

سنن ابوداؤد کی مذکورہ بالا حدیث کی سند ملاحظہ فرمائیں: حدثنا سعيد بن منصور قال حدثنا عبد الله بن وهب قال أخبرني عمرو بن الحارث عن بكير بن عبد الله بن الأشج عن ابن تِعْلىٰ نیز دیکھیے: سنن سعید بن منصور

امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو شریح بن نعمان کے واسطے سے ابن وہب سے اس طرح بیان کیا ہے۔اس واقعہ کو بیان کرنے والے عبید بن تعلیٰ طائی فلسطینی ہیں اور ان کے

متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ وہ صدوق من الثالثہ ہیں۔ [التقریب:۷۹۰۶] اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: امام نسائی نے اُنہیں ثقہ کہا اور ابن حبان نے اُنہیں الثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام ابن مدینیؒ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ جس نے اس سند میں سے بکیر کے والد کا واسطہ گرایا ہے، وہ محمد بن اسحٰق ہیں اور یہ روایت منقطع ہے اور کہا کہ یہ اسناد حسن ہے سوائے اس کے کہ عبید بن تعلیٰ نے احادیث کی سماعت نہیں کر رکھی ہے اور ان کی روایت کو بکیر بن اشج کی ان سے روایت نے مضبوط کر دیا کہ وہ صاحبِ حدیث ہیں اور ہم اس سے ابوایوب انصاری کی اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہیں جانتے اور عبدالحمید بن جعفر نے اس روایت کو سند سے بیان کیا ہے اور اسے عمدہ قرار دیا۔ [التہذیب:۶۱/۷]

محدثین نے اس حدیث کو دوسندوں سے بیان کیا ہے: ایک سند میں بکیر بن اشج اور ابن تعلیٰ کے درمیان عن أبیه کا واسطہ ہے اور دوسری سندوں میں یہ واسطہ نہیں ہے۔امام سعید بن منصور، امام احمد بن حنبل اور ابن حبان وغیرہ۔ ابن وہب کے واسطے سے عن ابیہ کا ذکر نہیں کیا ہے۔ نیز امام محمد بن اسحٰق نے اس روایت کو دونوں طرح سے روایت کیا ہے۔ لہٰذا یہ روایت عن بکیر عن ابن تعلیٰ بھی درست ہے کیونکہ بکیر بعض صحابہ کرام سے بھی حدیث کے راوی ہیں لہٰذا ابن تعلیٰ سے ان کا سماع ناممکن نہیں ہے بلکہ اُنہوں نے ابن تعلیٰ سے اس حدیث کا سماع کیا ہے چنانچہ ابن حبان میں یہ الفاظ موجود ہیں: عن بكير بن الأشج عن عبيد بن تعلى سمعه يقول سمعت أبا أيوب الأنصاري [۵۵۸۰]

جس سے ثابت ہوا کہ یہ سند صحیح و متصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ شیخ شعیب ارناؤط نے صحیح ابن حبان کی تحقیق میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ نیز حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کیونکہ دوسرے محدثین بھی اسے بغیر واسطے کے روایت کرتے ہیں، لہٰذا یہ روایت منقطع نہیں ہے۔

اس وضاحت سے کئی باتیں ثابت ہوئیں:

① قسطنطنیہ پر ان حملوں کے دوران پوری جماعت پر عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید امیر تھے اور اہل شام پر فضالہ بن عبید اور اہل مصر پر عقبہ بن عامر جہنی امیر تھے۔

www.KitaboSunnat.com

④ شروع کے حملوں یا اوّل جیش میں یزید بن معاویہ شامل نہ تھے کیونکہ یہ واقعات ۴۴ھ، ۴۵ھ اور ۴۶ھ کے دوران پیش آئے تھے اور یہ حملے یزید بن معاویہ کے ۴۹ھ کے حملے سے پہلے ہوئے تھے کیونکہ سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید ۴۶ھ میں شہید ہوگئے تھے اور اس غزوہ میں بھی سیدنا اَبوایوب انصاری، سیدنا عبدالرحمٰن بن خالد کے ساتھ شریک تھے جیسا کہ وہ سیدنا معاویہؓ کے ساتھ ان کی بے رخی کے باوجود شریک ہوئے تھے اور پھر وہ آخری معرکہ میں یزید بن معاویہؓ کے ساتھ بھی شریک ہوئے اور پھر اسی حملہ کے دوران بیمار ہوکر اُنہوں نے وفات پائی تھی، جس کی تفصیل اوپر بیان ہوچکی ہے۔

⑤ قسطنطنیہ پر پانچواں حملہ (زیرامارت: سفیان بن عوف)

حافظ زبیر علی زئی لکھتے ہیں:

''یزید بن معاویہؓ کے آخری حملہ سے پہلے قسطنطنیہ پر سابقہ حملوں کے علاوہ ایک اور حملہ بھی ہوا ہے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

واستعمل معاوية سفيانَ بن عوف على الصوائف وكان يعظّمه

''اور معاویہؓ نے سفیان بن عوف کو قسطنطنیہ پر صیفی (موسم گرما کے) حملوں میں امیر بنایا اور آپ ان کی تعظیم کرتے تھے۔'' [الإصابة: ج۲/ص۵۶]

محمد خضری کی محاضرات الأمم الإسلامية میں ہے کہ

''وفي ٤٨هـ جهَّز معاوية جيشًا عظيمًا الفتح قسطنطينية وكان على الجيش سفيان بن عوف'' [ج۲/ص۱۱۴]

''اور ۴۸ھ میں معاویہؓ نے قسطنطنیہ کی فتح کے لیے ایک عظیم لشکر بھیجا جس کے امیر سیدنا سفیان بن عوف تھے۔''

⑥ قسطنطنیہ پر آخری حملہ

سیدنا معاویہؓ کے دورِ حکومت میں قسطنطنیہ پر جو آخری حملہ ہوا تھا، اس لشکر کے سپہ سالار یزید بن معاویہ تھے اور اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس لشکر میں سیدنا اَبوایوب انصاری بھی شامل تھے جو اسی جہاد کے دوران وفات پاگئے تھے اور اُنہیں قسطنطنیہ کے دروازہ کے قریب دفن کیا

www.KitaboSunnat.com

گیا تھا اور اس کی تفصیل پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے۔صحیح بخاری میں سیدنا محمود بن الربیع کا بیان ہے، وہ فرماتے ہیں:

''میں نے (نفل نماز کی جماعت والی یہ) حدیث ایک ایسی قوم کے سامنے بیان کی کہ جن میں رسول اللہ ﷺ کے صحابی (اور میزبان) سیدنا ابوایوب انصاری بھی تھے اور اُنہوں نے اسی غزوہ کے دوران وفات پائی اور یزید بن معاویہ اس لشکر پر سالار تھے۔''

[صحیح بخاری:۱۱۸۶]

''معاویہؓ نے قسطنطنیہ پر جو لشکر کشی کی تھی، ان میں ایک لشکر سردیوں میں (شواتی) اور دوسرا گرمیوں میں (صوائف) حملہ آور ہوتا تھا۔ [البدایہ:۱۲۷/۸] ان لشکروں میں الصائفة (اپریل ۶۷۲ء تا ستمبر ۶۷۲ء) کا سالار یزید تھا۔ [دیکھئے خلافتِ معاویہ و یزید: ص ۴۳۵] اور عام کتبِ تاریخ'' [ماہنامہ الحدیث، حضرو: شمارہ نمبر ۶، ص ۹]

پاک و ہند میں یزید کے جنتی ہونے کا نظریہ کس نے پیش کیا؟

یزید بن معاویہ کے جنتی ہونے کا نظریہ پاک و ہند میں سب سے پہلے محمود احمد عباسی نے پیش کیا۔ یہ شخص کٹر ناصبی عقائد کا حامل تھا اور اس نے اپنی کتاب 'خلافتِ معاویہ و یزید' اس زمانے میں تحریر کی کہ جب وہ چینی سفارتخانہ میں ملازم تھا۔ میں بھی جب اس کی اس تحقیق جدید سے متاثر ہوا تھا تو اس سے ملاقات کے لیے اس کے گھر گیا اور میں نے دورانِ گفتگو اس سے کہا کہ آپ نے سیدنا حسینؓ کے سر کے متعلق لکھا ہے کہ اس کے متعلق تمام روایات وضع ہیں جبکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حسینؓ کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ عباسی صاحب نے کہا: ''ہاں! بخاری گدھے نے یہ بات لکھی ہے۔'' (معاذ اللہ)

میں نے جب اُس سے امام بخاریؒ کے متعلق یہ گستاخی سنی تو مجھے سخت صدمہ پہنچا اور عباسی صاحب کی عقیدت کا سارا نشہ اسی وقت اُتر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے تحقیق کی توفیق عنایت فرمائی۔ وللہ الحمد

دراصل محمود احمد عباسی نے یہ سب کچھ تحقیق کے نام سے پیش کیا تھا جس سے عام تعلیم یافتہ طبقہ کافی متاثر ہوا اور بعض علماء کرام بھی ان کی تحقیق سے متاثر ہو کر ان کے دامن گرفتہ ہو گئے اور پھر ان کی تحقیق ایسی بلند ہوئی کہ انہوں نے صحیح بخاری پر بھی ہاتھ صاف کر دیا جیسا کہ

www.KitaboSunnat.com

جناب حبیب الرحمٰن کاندھلوی نے 'مذہبی داستانیں' لکھیں اور جناب محمد عظیم الدین صدیق صاحب نے اپنی کتاب 'حیاتِ سیدنا یزید' میں یہ کارنامہ انجام دیا ہے۔ ان حضرات نے اپنی کتب میں سیدنا علیؓ اور خاندانِ اہل بیت رسول اللہ ﷺ سے بغض وعداوت کا کھل کر اِظہار کر کے اپنے چھپے ہوئے گندے ناصبی عقیدہ کو بھی ظاہر کیا۔ ایک طرف یہ سیدنا علیؓ کی خامیاں نکالتے ہیں اور دوسری طرف یزید کو 'سیدنا' یزید اور 'رحمۃ اللہ علیہ' لکھتے ہیں۔

ان حضرات نے صحیح بخاری کی 'اوّل جیش' والی روایت کو بنیاد بنا کر یزید کو پہلے جنتی ثابت کیا اور پھر اس کے سیاہ کارناموں مثلاً قتل حسین، واقعہ حرہ اور خانہ کعبہ پر حملہ وغیرہ کو چھپانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے، حالانکہ یزید بن معاویہ کے عہدِ خلافت میں سیدنا حسینؓ اور ان کے خاندان کا قتل ایک زبردست المیہ ہے اور جس سے وہ عہدہ برا قرار نہیں دیئے جاسکتے اور پھر مدینہ منورہ پر شامی فوج کا حملہ اور مدینہ طیبہ کو تاخت وتاراج کرنا صحابہ کرامؓ اور تابعین کا قتل عام اور مدینہ والوں کو خوفزدہ کرنا جس کے متعلق بہت سی احادیثِ صحیحہ موجود ہیں جن میں اہل مدینہ کو خوفزدہ کرنے والوں کو ڈرایا گیا ہے۔ اسی طرح حرم شریف اور خانہ کعبہ پر حملہ وغیرہ؛ یہ خلافتِ یزید کے وہ سیاہ کارنامے ہیں کہ جنہیں آج تک اُمتِ مسلمہ فراموش نہیں کرسکی اور ان میں حصہ لینے والوں میں سے اگر کسی نے حدیث بھی بیان کی ہے تو اس کی حدیث کو اس کے اس سیاہ کارنامہ کی وجہ سے ردّ کردیا جاتا ہے اور جس کی تفصیل آئندہ پیش کی جائے گی۔

www.KitaboSunnat.com